بسم اللہ الرحمن الرحیم

فکر و نظر

وقت کی پکار ــــ نفاذِ شریعت!

مار دھاڑ، قتل و غارت، خون آشامی اور دہشت پسندی ــــ لسانی، قومی علاقائی بنیادوں پر فسادات، علیحدگی کی تحریکیں اور "ملک توڑ دو" کے نعرے ــــ چوریاں ڈاکے، اغوا، لوٹ مار، فائرنگ اور دھماکے ــــ مطالبات، ہڑتالیں، جلسے جلوس لاٹھی چارج، آنسو گیس، گرفتاریاں اور رہائیاں ــــ بدعنوانی، لوٹ کھسوٹ، غبن، جھوٹ، منافقت اور ریاکاری ــــ عریانی، فحاشی، بے پردگی، بے حیائی، اور اس کے نتیجے میں اغوا، زنا بالجبر، اور آبروریزی ــــ شراب نوشی، منشیات، سمگلنگ، قمار بازی اور غنڈہ گردی ــــ جاہ طلبی، سیاست بازی، جوڑ توڑ، عدمِ اعتماد کی تحریکیں، استعفے اور حلف ــــ دھڑے بندیاں، حزبِ اختلاف و حزبِ اقتدار کی باہمی چپقلش اور سر پھٹول ــــ علاوہ ازیں انسان دشمنی، وطن دشمنی اور ملک دشمنی کے نت نئے مظاہر! ــــ یہ سب موجودہ ملکی حالات کے وہ منہ بولتے عنوانات ہیں کہ جن کی تفصیلات سے روزانہ اخبارات کے کالم اور صفحات اٹے پڑے ہیں ــــ ادھر سرحدوں پر نگاہ دوڑائیے تو یہ ہر طرف سے آگ اور دھوئیں کے خونی بادلوں کی زد میں ہیں ــــ گویا قرآنِ مجید کی زبان میں صورتِ حال بالکل وہی کہ:

"قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ ۗ انْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُونَ"

(الانعام: ۶۵)

"(اے نبیؐ) آپ فرما دیجئے، وہ (رب تعالیٰ) اس پر قادر ہے کہ تم پر عذاب تمہارے اوپر کی طرف سے نازل کرے، یا عذاب تمہارے

پاؤں کے نیچے سے بھیجے، یا ایک کو دوسرے سے لڑا کر آپس) کی لڑائی کا مزا چکھا دے ـــــ دیکھئے، ہم اپنی آیات کو کس کس طرح سے بیان فرماتے ہیں تاکہ کسی طرح تو یہ لوگ سمجھ پائیں!"

وطنِ عزیز میں وقت کے یہ وہ سلگتے ہوئے مسائل ہیں، جن کی بناء پر بلا خوفِ تردید یہ کہا جا سکتا ہے کہ اللہ کی زمین جہاں ظلم و فساد سے بھر دی گئی ہے، وہاں انسانی ہاتھوں کے بنائے ہوئے قوانین، دکھی انسانیت کو ظلم و ستم سے تحفظ اور فلاح و بہبود مہیا کرنے میں ناکام ہو گئے ہیں ـــــ چاہیئے تو یہ تھا کہ نباضانِ ملک و قوم، قوم کے اس جسدِ بیمار کے گوناگوں امراض کی تشخیص کر کے اس کے درد کا درماں فراہم کرتے، لیکن جب کوئی قوم اپنی اجتماعی غلطیوں کی پاداش میں عذابِ خداوندی کو دعوت دیتی ہے، تو اس کی عقل و فکر کی قوتیں بھی اس سے چھن جاتی ہیں۔ چنانچہ یہ معالجین، مرض کی تشخیص کے لیے جہاں نبض کی اہمیت ہی سے انکاری ہیں، وہاں علاج کے معاملہ میں بھی "نیم حکیم خطرہ جان" کے مصداق! ـــــ ملک کے اندرونی خلفشار کو ختم کرنے کے لیے اگر کرفیو لگائے جا رہے ہیں، امن کمیٹیاں قائم کی جا رہی ہیں، مقتولین و مجروحین سے ہمدردی کے بیانات داغے جا رہے اور ان کے لیے معاوضوں کے اعلان ہو رہے ہیں، تو بیرونی جارحیت پر قابو پاتے، سرحدی کشیدگی دور کرنے، امن قائم کرنے، باہمی روابط استوار کرنے اور خیر سگالی کے جذبات کے اظہار کے لیے "گینڈ ریلا" کے پُل تعمیر کیے جا رہے ہیں ـــــ اُدھر بد پرہیزی کا یہ عالم ہے کہ، مغربی جمہوریت، جو اُمّ الخبائث و اُمّ الامراض ہے، اور اسی کے جاڈو چونچلوں میں ملکِ عزیز اس حال کو پہنچا ہے، اسی سے مسیحائی کی امیدیں وابستہ کی جا رہی ہیں ـــــ حالانکہ ملّتِ اسلامیہ کا اصل روگ، جمہوری اقدار کی پامالی نہیں، احکامِ خداوندی سے بغاوت اور آسمانی تعلیمات سے انکار ہے ـــــ اصل پرہیز، جمہوریت کو مضبوط بنیادوں پر استوار کر کے مارشل لاء کے دوبارہ نفاذ سے بچنا نہیں، مغرب کی نقّالی سے احتراز اور طاغوت کی بندگی سے کنارہ کش ہونا ہے ـــــ اصل علاج، کرفیو، امن کمیٹیوں کا قیام اور مجروحین و مقتولین کے لیے معاوضوں کے اعلان نہیں، نورِ ایمان سے اپنے سینوں کو منوّر کر کے کتاب و سنّت کے چشمۂ صافی سے

آبِ زلال پینا ہے ـــــــ ورنہ وہ کون سی برائی تھی جو قبل از بعثتِ رسولؐ اسلام کے مخاطبینِ اوّلین میں نہ پائی جاتی تھی، اور وہ کون سی خوبی تھی کہ کتاب و سنّت پر عمل پیرا ہونے کے بعد وہ اس سے ہمکنار نہیں ہوئے؟ ـــــــ دشمن انہیں میدانِ جنگ میں نیچا دکھا سکا نہ میدانِ صلح و امن میں، نہ معیشت میں نہ معاشرت میں، نہ سیاست میں نہ امارت میں، نہ صداقت و دیانت میں نہ امانت میں، نہ حکومت و جہانبانی میں نہ عدالت میں، نہ علم و ہنر میں نہ تہذیب و تمدن میں، نہ حرّیت میں نہ مساوات میں، نہ محبت میں اور نہ اخوت میں ـــــــ یہ وہی تو تھے کہ دشمن کی کھوپڑیوں میں شراب پیتے تھے اور جام پہ جام لنڈھاتے چلے جاتے تھے، لیکن پھر یہ وہی تھے کہ قرآنِ کریم نے گواہی دی:

"وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا ـ الآية!"

(آل عمران: ۱۰۳)

"اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو، جب تم (ایک دوسرے کے بدترین) دشمن تھے، تو اس نے تمہارے دلوں میں باہمی الفت ڈال دی ۔ چنانچہ اللہ کی اس نعمت کے سبب تم بھائی بن گئے ۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے تو اُس (اللہ) نے (اپنے کمال فضل و مہربانی سے) تمہیں اس سے بچا لیا۔"

ـــــــ یہ اسلام ہی کی برکت تو تھی کہ جس نے ان کے جذبۂ اخوت و محبت کو دنیا والوں کی نظر میں قابلِ رشک بنا دیا تھا اور جس کے سامنے تمام حقیقی، خونی رشتے اور تعلقات ہیچ اور بے حقیقت ہو کر رہ گئے تھے ـــــــ لیکن آج اگر مسلمان ہی مسلمان کے خون کا پیاسا ہے اور ہر ممکن ظلم و ستم ایک دوسرے پر روا رکھا جا رہا ہے تو تسلیم کرنا ہوگا کہ آج بھی ہمیں صرف اور صرف اسی نظامِ شریعت کی ضرورت ہے، جو نوعِ انسانی کے ہر فرد کو اس کا صحیح مقام دیتا، افرادِ ملت کو ایک خاندان میں تبدیل کر کے انہیں دشمن کے مقابلہ میں سیسہ پلائی دیوار بنا دیتا اور ملّتِ اسلامیہ کو "أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ" ـــــــ یعنی:

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

کی حقیقی تصویر عطا کرتا ہے ـــــ یہ وہی نظامِ شریعت ہے کہ جس میں عصبیت کے تمام تر محرکات، بے حیائی کی ساری قسمیں، فساد کے جملہ ترغیبات ـــ ممنوع اور خلافِ قانون قرار پاتے ہیں اور جس کی آمد آمد سے بد اخلاقی، قانون شکنی، نفس پرستی، جاہ طلبی، عشرت پسندی، نا انصافی اور ظلم و جور کے تمام تر رجحانات شکست و ریخت سے دوچار ہو جاتے ہیں!

حقیقت یہ ہے کہ قرآنِ کریم سے بے اعتنائی ہی نے ہمیں اس حال تک پہنچایا ہے۔ ورنہ اگر قرآن میں تھوڑا سا غور کر لیا جاتا تو یہاں، اسلامیانِ پاکستان کا اصل مرض، اس کی تشخیص، پرہیز اور علاج بھی یکجا مل جاتے ـــــ قرآنِ کریم کے یہ الفاظ کس قدر واضح ہیں کہ

" وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ "

(الاعراف : ۹۶)

"اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور تقویٰ (کی راہ) اختیار کرتے تو ہم ان پر زمین و آسمان کی برکتوں (کے دروازے) کھول دیتے، مگر انہوں نے تکذیب کی، تو ان کے اعمال کی پاداش میں ہم نے انہیں پکڑ لیا۔"

چنانچہ احکامِ خداوندی کی اطاعت کے سبب اگر ظلم و فساد سے آلودہ سرزمین پاکستان آن کی آن میں جنت کا گہوارہ بن سکتی ہے، تو ان احکامات سے بغاوت و سرکشی کی صورت میں نہ صرف اصلاحِ احوال کی تمام تر کوششیں اور تدابیر بھی محض تحصیلِ حاصل ہوں گی، بلکہ عجب نہیں کہ یہ سرزمین اور اس کے باسی (العیاذ باللہ) زمانۂ مابعد کے لوگوں کے لیے فسانۂ عبرت بن کر رہ جائیں ـــ کیونکہ یہ قانونِ قدرت ہے:

" وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِىْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ

بَصِيرًا ۝ قَالَ كَذَٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا ۖ وَكَذَٰلِكَ الْيَوْمَ تُنسَىٰ ۝"

(طٰہٰ : ۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶)

کہ "جس نے بھی ہماری نصیحت سے اعراض کیا، تو ہم اس کا جینا دوبھر کردیں گے۔ اور (اسی پر بس نہیں) روزِ قیامت بھی ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ تب وہ کہے گا کہ "پروردگار، تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا، میں تو بینا تھا؟" (اللہ رب العزت) فرمائیں گے، "یہ اسی چیز کا بدلہ ہے کہ دنیا میں) تیرے پاس ہماری آیات آئی تھیں تو تو نے انہیں بھلا دیا، بالکل اسی طرح آج تو بھی فراموش کردیا جائے گا!"

پاکستان میں زندگی تو واقعی اجیرن ہو چکی، لیکن اس کا سبب بھی بالکل واضح ہے کہ ہم نے اللہ کی یاد کو دلوں سے محو کردیا اور اس کے احکام سے روگردانی اختیار کرلی ہے۔ اور اس جرم میں تقریباً سبھی شریک ہیں (الا ماشاء اللہ!) ــــــ قیامِ پاکستان کو چالیس سال کا عرصہ گزر گیا، "اسلام اسلام" کا نعرہ تو ہر دورِ حکومت میں لگا، لیکن سب فریب تھا، ڈرامہ تھا، سراب ثابت ہوا ــــــ گزشتہ نو دس سالہ دورِ حکومت ایسا ہے کہ اسلام پر، اسلام ہی کے نام سے، سب سے زیادہ ستم اسی دورِ حکومت میں ڈھائے گئے۔ حتٰی کہ شریعت اور احکامِ شریعت کے خلاف جلسے جلوس، مظاہرے اور احتجاج، اسی دور کا طرۂ امتیاز ہیں۔ لیکن کسی نے کسی سے یہ نہ پوچھا کہ "تمہارے منہ میں کے دانت ہیں؟" ــــــ ملحد اور جاہل دانشوروں نے تو انتہاء کردی ــــــ قانونِ شہادت، قانونِ قصاص و دیت، قاضی کورٹس، اسلامی نظامِ عفت و عصمت اور اسلامی معاشرہ میں خواتین کے حقوق اور ان کا مقام، ایسے موضوعات پر وہ وہ مشقِ ناز فرمائی گئی کہ گویا یہ، اور ان سے متعلق تمام قوانینِ اسلام اور خدائی ضابطے اب نفاذ کے قابل ہی نہیں رہے ــــــ نتیجتاً آج مسلمان کو پھر سے یہ بتانے کی ضرورت پیش آرہی ہے کہ اسلام ہی ہمارا دین ہے، یہی ہمارے مسائل کا حل ہے، اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان لانا بھی ضروری ہے، قرآنِ مجید واقعی اللہ کا کلام ہے، یہی وہ ضابطۂ حیات ہے کہ جو چودہ سو سال قبل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم پر اُمتِ مسلمہ کی راہنمائی کی خاطر نازل کیا گیا تھا ـــــ سنت رسول ﷺ کی بھی کچھ حیثیت ہے؟ کتاب و سنت ہی شریعت ہیں، شریعتِ خداوندی ہی ہماری راہنما ہے ـــــ یہ دنیا واقعی چند روزہ ہے ، مرنے کے بعد ہمیں جی اٹھنا ہے اور قیامت واقعتاً آنے والی ہے کہ اُس روز ہم سے ہمارے اعمال کے بارے باز پرس ہوگی!

آہ، آج کلمہ گو مسلمان کے درمیان دین کی اجنبیت کا یہ عالم ہے کہ اہلِ علم کی محفلوں کو چھوڑ کر، عوامی اجتماعات میں کسی مسئلہ کے بارے قرآن مجید سے استدلال، سننے والوں کو اچنبھا نظر آتا ہے ـــــ وہ کتابِ ہدیٰ، کہ ایک حقیقی مسلمان کے نزدیک جس کا ایک ایک حرف، حرفِ آخر کی حیثیت رکھتا ہے، متنازعہ فیہ مسائل میں اب اس کے حتمی فیصلہ کو سن کر تنقیدی نگاہیں حاضرینِ مجلس کے چہروں کا یوں طواف کرنے لگتی ہیں، گویا کوئی مذاق کی بات کہہ دی گئی ہو، اور گویا زبانِ حال سے کہہ رہی ہوں کہ ایسا بھی ممکن ہے؟ یہ بھی کوئی دلیل ہے اور اس کی بھی کوئی حیثیت ہے؟

ـــــ اور جیسے کہ ہم نے عرض کیا، قرآن مجید سے بے اعتنائی اور دین کی اجنبیت کے اس جرم کے مرتکبین، اکیلے ملحدین نہیں ہیں، بلکہ اس فہرست میں اصحابِ اقتدار کے علاوہ اکثر اصحابِ جُبّہ و دستار کے نام بھی آتے ہیں، جو سب مل کر قرآنی عدالت کے سامنے، مجرمین کے کٹہرے میں قطار باندھے، عربی کے اس شعر کی عملی تصویر بنے، سر جھکائے کھڑے نظر آتے ہیں

ـــــہ فَهَلْ أَفْسَدَ الدِّيْنَ إِلَّا الْمُلُوْكُ
وَأَحْبَارُ سُوْءٍ وَّرُهْبَانُهَا

چنانچہ اپنے اپنے مکتبِ فکر کی حمایت اور گروہ بندیوں کو پالنے کے لیے آیاتِ قرآنی سے غلط استدلال کرنے والے اگر دین کے نادان دوست ہیں، تو لادینیت کو فروغ دینے کے لیے اِن آیات کی سرے سے ہی پروانہ کرنے والے اور اپنے اقتدار کو طول دینے کی خاطر ان سے کھیلنے والے دین کے ایسے دانا دشمن ہیں کہ جنہیں اس کا حوصلہ اِن نادان دوستوں ہی نے بخشا ہے ـــــ یہ داستان جس قدر طویل ہے، اسی قدر دلخراش بھی، کہ جس کو سننے سنانے کا حوصلہ ہے نہ یارا ـــــ تاہم وقت کی پکار کی مناسبت سے اس کا ہلکا سا نقشہ، اس سے ملتی جلتی ایک مثال، نفاذِ شریعت کے لیے،

نفاذِ شریعت بل ہے ـــــ اس کے خلاف کیا کیا کچھ نہیں لکھا گیا، لیکن اس مخالفت میں جہاں لادین عناصر اس لیے سرگرمِ عمل ہیں کہ نفاذِ شریعت انہیں گوارا نہیں، اور اصحابِ اقتدار اس لیے پیش پیش ہیں کہ اس کے نتیجے میں اسلامی حدود و قیود کا انہیں پابند ہونا پڑے گا، وہاں بعض "علمائے کرام" اس کی مخالفت میں محض اس لیے سردھڑ کی بازی لگائے ہوئے ہیں کہ شریعت بل کی سب سے پہلے انہیں کیوں نہ سوجھی، وہ خود اس کے اوّلین محرّک کیوں نہیں بنے اور اسے پیش کرنے کا سہرا دوسروں کے سر کیوں بندھا؟ ـــــ جی ہاں، ہم نے یہ ایک راز کی بات کہہ دی ہے، اور اس پر جس قدر غور کیا جائے گا، اسی قدر اس کی حقیقت واضح ہوتی چلی جائے گی ـــــ ورنہ جہاں تک مخالفت میں ان کے دلائل کا تعلق ہے، تو یہ بات تو بار بار پڑھنے میں آئی ہے کہ "ہم نے یا دلائل یہ ثابت کر دیا ہے کہ شریعت بل ملک و ملت کے لیے نقصان کا باعث ہوگا" (وغیرہ وغیرہ) ـــــ لیکن افسوس کہ آج تک یہ دلائل ہی نظر سے نہیں گزرے!

علّام الغیوب تو اللہ ربّ العزّت کی ذات ہے، لیکن آثار یہ بتلاتے ہیں کہ شریعت بل اس ملک میں نفاذِ شریعت کے لیے شاید آخری کوشش ہوگی، اور اگر اس کوشش کو ناکام بنا دیا گیا تو شاید ہی پھر کوئی موقع ہاتھ آئے ـــــ ملک کی موجودہ صورتِ حال اب نفاذِ شریعت کے سلسلہ میں مزید تاخیر یا ٹال مٹول کی ہرگز متحمل نہیں ہوسکتی اور ہمیں اپنی دینی اور اخروی سلامتی کے لیے جلد از جلد اسلام کے مضبوط ترین حصار میں پناہ لینا ہوگی ـــــ لہٰذا جہاں متحدہ شریعت محاذ کو "اب، ورنہ پھر کبھی نہیں" کی نزاکت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی کوششوں کو تیز تر کرنا ہوگا، وہاں مخالفین کو بھی اپنی انانیت کے خول سے باہر آنا ہوگا۔ شریعت بل میں اگر انہیں کوئی سقم نظر آتا بھی ہے تو اس کا حل مثبت اور متبادل تجاویز پیش کرنے کے لیے بل بیٹھنا ہے، مخالفانہ نعروں سے اصحابِ اقتدار اور لادین عناصر کو عدمِ نفاذِ شریعت کا بہانہ مہیا کرنا نہیں! ـــــ ورنہ یاد رہے کہ شریعت سے بغاوت کا یہ جرم ان کا انفرادی جرم نہ ہوگا بلکہ لیڈر ہونے کے ناطے دوسروں کا وبال بھی ان کی گردن پر ہوگا۔ اور یہ وبال، وبالِ جان بھی بن سکتا ہے ـــــ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغ!

(اکرام اللہ ساجد)